رجسٹرڈ نمبر اے ۸۳
REGISTERED No. A 83



جلد ۸ نمبر ۱۵

مضامین غیبیہ

جمعہ ۱۳ اپریل سنہ ۱۹۲۲ء مطابق ۱۵ شعبان المعظم سنہ ۱۳۴۰ھ

رباعیات

ماضی و حال

گرس روس و گہ عتاب جرمن
یورپ را کردہ است مثلِ گلخن
کار نپولین ہے دور فتاد
حالا بشنید کارہائے لندن

الوداع

کردیم بحل نقش چو گفتار ندیم
گفتم بمن الوداع با عقل سلیم
لاحول چرا نخوانم اکنون بر تو
اے بغض و حسد رفیق شیطان رجیم

خطاب بغض و حسد

اے بغض و حسد بزد لبوئے یورپ
جایت بہر قیام کوئے یورپ
ہر دو بستگی آرساختہ اند
این جنگ عظیم وہائے روئے یورپ

خطاب بہ فتنہ دوست

اے فتنہ و خر برادرت بغض و حسد
کو شاست زدل کر سوئے یورپ برود
ہر امداد وے چرا سے نروید
تنہا چو بماند چہ گویم چہ شود

خطاب بہ نفاق

اے خانہ برانداز نفاق بہ کار
از فرق لبوئے غرب شو سینہ فگار
بازیگاہ تو ہست اکنوں یورپ
کس نیست کند صحبت تو انکار

صورت موجودہ

افر نجہ بہ بیرانیت آمدہ است
انگلش از جان بجد مست آمدہ است
خرس روس است درتکاپو شب و روز
ہر جرمن ز دوست دست آمدہ است

صورت بہبود بہ صبر

یک ملک غیر خسب کرد است بہ جبر
بیخواہد دیگرے بہ رفتن در قبر
ہر کس بخیال خویش خبطے دارد
من صورت بہبود بہ بینم در صبر

میوۂ تلخ

خاموشی و صبر من بہ بے کار کند
خویش با خیال دلیل منظ بار کند
گوید کہ صبر میوۂ تلخ بود
آنکس کہ خود چو شہد اظہار کند

مقام صابر

گوید اعلیٰ ترین ست جائے صابر
درحفظ امان حق بیاید شاکر
چون صبر و شکیب پیشہ خود سازی
ظالم از ظلم خود بماند قاصر

پنچ رنگی نظم

غدار رکھے حال گندۂ آبنوس رائے ساکن گونڈہ کو۔ نئے اور ثقیل الفاظ کو معدۂ ادب میں اپنے چورن کے ذریعہ سے ہضم کرا دینا آپ ہی کا کام ہے چنانچہ فرماتے ہیں:۔

زندگی اک ہوا کا جھونکا ہے
دورکیدین کا رواج پھیلا ہے
وہ بڑا سایہ درست لڑکا ہے
جب سے ہم اک قدم میں پالا ہے
رات ہم پر دو رکی ہوگی ہے
میری رگ رگ بڑھتی سبک پا ہے
منھ پھلائے وہ دور بیٹھا ہے
اُن کے اعجاز کا کرشمہ ہے
رات دن ہر گھڑی کھٹکتا ہے
جیل خانہ ہے اور جاتا ہے
ہس خلوق آج ناک میں آئی
این سینسر ترس دل کے مارے
ہو کے مغض وہ ہم سے کہتے ہیں
سر منڈاتے ہی پڑ گئے اولے
شہر بھر میں جہاں کہیں دیکھو
جھٹ کسی سے لگا لیا دل کو
آشنائی میں ایک بھنگن کے
رہ گیا کچھ نہ امتیاز اُن کو
گانٹھ کا پورا آنکھ کا اندھا
ٹاٹ کر کوٹ بن کے جنٹلمین
وہ خمار اوڑھ کر نکلتے ہیں
آنکھ سے میرے دل میں آ جاؤ
پھانسنے کے لیے دل عالم
دیکھ کر قد کسی کا میں سمجھا
بچھ رہی ہیں لگا میں عالم کی
گندۂ آبنوس کی دُم میں
دیکھ کر تاق اُس بدی رو کو
وا قفہ

اس پہ ناحق کسی کو غرا ہے
کوئی گوری کوئی جہ لالا ہے
جس کا اک شیشہ باز پایا ہے
کانوں بھر ماں سنسر ملا ہے
این سبب پیٹ میں مروڑا ہے
سامنے اس کے یہ جو اگیا ہے
یا آئی یہ ماجرا کیا ہے
پاس جو آسمان کا تارا ہے
کس بلا کا جگر میں کانٹا ہے
یہ نتیجہ مری وفا کا ہے
ہم یہ جانا گلاب پھولا ہے
ناک میں دم ہمارا آ گیا ہے
پھیرتے کیوں ہو ماجرا کیا ہے
جب سے وہ آج کتنا پھرتا ہے
بے ایمانی کا کام سکے جو چلے ہے
یہ تو کچھ معاملہ کیا ہے
بک گئے کانوں کیا تماشا ہے
جسم اُجلا ہے یا کہ سیلا ہے
میرے راجہ کا چھوٹا سالا ہے
شام کو گھر سے وہ نکلتا ہے
اتنا کافی کسی کا پردا ہے
مہرباں راستہ یہ سیدھا ہے
دام دنیا میں اُن کا پھیلا ہے
عروج کی برملا یہ خالا ہے
آدمی کیا ہے وہ تماشا ہے
کھٹکھٹا ...... کا باندھا ہے
سب ہی کہتے ہیں مرغ ہوق کا ہے

سرکرب نتیوری

بنام نامہ نگاران اودھ پنچ

حضرت میری صاف گوئی معاف مزاح کی تلخی ضرور ہے لیکن اگر اودھ پنچ سے آپ کو محبت ہے تو یہ تلخی قند نبات کا مزہ دے جائے گی بہرحال حقیقت یہ ہے اور اگر صحائف میں کہیں کہیں عمدہ تاریخیں نظر سے گذرتی ہیں مگر بیچارے اودھ پنچ کو یہ افتخار بہت کم نصیب ہوا کیسے ہو سکتا ہے آپ کو اس فن لطیف کی خبر تک نہیں پہنچی۔ یہ ضرور نہیں کہ آپ ہی کی مصنفہ تاریخ سے اودھ پنچ کو زینت بخشی جائے ؎

تو نہیں اور سہی اور نہیں اور سہی

لیجیے بندہ ایک مادہ تاریخ پیشکش کرتا ہے میرے ایک دوست نے تبرکاً بھیجا ہے۔ عجب دلچسپ مادہ نکالا ہے کہ مصنف کے پیٹ میں جو کچھ تھا سب نکل گیا۔

مرحبا ہے ع

مبارک غسل صحت بول بالا

۱۹۲۳ء

بیشک تاریخ گوئی کا کمال یہ ہے کہ پورا واقعہ مادہ میں آ جائے لیکن مصرعہ میں اگر کوئی ایسا لفظ بھی اعداد پورے کرنے کی غرض سے ٹھونس دیا جائے جسے اصل واقعہ سے تعلق اور مناسبت نہ ہو تو کچھ مضائقہ نہیں۔ اس سے مادہ کی خوبی میں کچھ فرق نہیں آتا بلکہ کسی عمدہ لفظ سے حسن دوبالا ہو جاتا ہے جیسا کہ اسی مصرعہ میں بول بالا کا لفظ کس قدر نامناسب مگر کتنا خوبصورت واقع ہوا ہے۔ یہ نہ سمجھیے گا کہ بول بالا کسی کا نام یا خطاب یا لقب ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ اے بول بالا تجھے غسل صحت مبارک۔ نہیں نہیں یہ لفظ صرف اعداد پورے کرنے کی غرض سے ٹھونسا گیا ہے۔ غرضکہ یہ ضرور نہیں ہے کہ مادہ کے تمام الفاظ مناسب اور بامعنی ہوں اگر اعداد میں کمی معلوم ہو تو کوئی لفظ بے معنی اور نامناسب سہی بقدر کفایت ایک مادہ حوالہ قلم ہے۔ ع

عجائب نامہ و بیگ دہلی کا اختر۔ بیش

۱۹۲۳ء

اس مادہ میں چونکہ ایک عدد زیادہ ہوتا تھا اس لیے

کاف کے صرف کاف دہلی میں شامل کر دیا کے موزون کر دیا۔ لفظ بیش بظاہر ٹھونس ٹھانس ہے مگر اس کا لطف اس ممدوح کے دل سے پوچھیے جس کے تفنن طبع کے لیے یہ مادہ طبیعت سے خارج ہوا ہے۔ فقط۔

راقم

ظریف فرخ آبادی

قونصلری کا محکمہ اور ہم

ز قیامت خبرے نے شنوی
وشتے اندر و بر آتش داری

آپ کوئی قاضی نہیں ہیں پھر آپ کو یہ حق کیونکر حاصل ہوا کہ ہم سے جرح کے سوال کیجیے۔ کیوں حضرت؟ یہ گمان بیجا تو نہیں۔ سب ہوا کیونکر ہوا۔ کوئی گواہ بنا ہو بھی یا نہیں۔ بجانب ایسے سوالات سننے بھی نہیں جواب دینا تو اور دیگر ہے۔

ایک زمانہ تھا کہ قونصل ایران اکثر مقامات پر چندے بے دام بنا کے بھیجا جاتا تھا۔ شرط یہ تھی کہ اس ملک میں ایرانی آبادی معتد بہ ہو۔ پھر وہ آپ ہی اپنی شان و شکوہ کے لوازم۔ ملازمین کی تنخواہ۔ دعوتوں کے مصارف غریب رعایائے ایران کی چندہ یا تاوان کے حاصل کر لیتا تھا خصوصاً ایسے مقامات جنہیں روسیوں نے ایرانیوں سے بجبر چھین لیا تھا ایسے ہی بے تنخواہ سفرا کے زیر نگرانی تھے۔ ہمارے ملک کے آنریری مجسٹریٹ ڈالیاں لگانے حکام کے بڑے صاحب کے بنگلہ پر روز و شب حاضری دیتے۔ آیا جی سے راہ و رسم بڑھاتے۔ !! لڑکے کے لیے کھلونے لے جاتے خانساماں صاحب کو انعام اکرام دیتے میم صاحب کے لیے دودھ ماری کی گائے تلاش کرتے انگریزوں کی نیت غیروں کی خیر خواہی جتانے پر کرسی حاصل کرتے ہیں مگر ایرانی قونصل سرکار آقائے صدر اعظم کی خدمت میں دس یا پانچ ہزار رشوت پیش کر کے قونصل بن جاتے تھے ادھر عہدہ ملا ادھر

غریب ورثاء اہل ایران کے ورثائے شرعی میں کوئی باقی نام لکھ دیا گیا کوئی مر گیا تو اس کے متروکہ میں ان کا حق ملنے مسلم۔ !! تو کہ مادر … صد ہزار لیرہ عثمانی ہستی پنجہزار لیرہ بقونصل دولت کن ما بپرداخت تو برقرار گیر و آخر نشانی کہ مرحوم آقا حاجی پسرے نداشت باید اموال حاجی مال دولت ایران باشد۔ اب وہ بیچارہ لاکھ عذر کرتا ہے کہ آپ ابھی دو مہینے سے قونصل مقرر ہوئے ہیں فہرست میں دیکھیے میرا نام حاجی مرحوم کے فرزندوں میں شامل ہے ساری دنیا جانتی ہے۔ قونصل صاحب فرماتے ہیں برو فضول مگو۔ آن قونصل پدر سگ کہ پیش از من اینجا بود گول خورده من خوب میدانم تو فرزند حاجی بیگ نیستی متاع او باید بحق سلطنت ایران ضبط شود۔ کسی کی شادی ہوئی تو مہر کی رقم میں اس کی تہائی کے حق کا دعویٰ کیا جو انکار کرے تو فرمایا دولت ایران نمی خواہد کہ شما با مسلم روسی دختر بدہید۔ روسیان دشمن ایران ہستند۔ اگر باور ندارید از آقائے میرزا کشف الاسلام برائے شما فتوائے کفر گرفتہ آید۔ آخر بابا تو کہ چہل ہزار تومان مہر دختر خود گرفتی چہار ہشت ہزار بمن می دہی یعنی این عقد و فعلہ و مواجب ایمان از خانہ بدر رفتنی آید۔ القصہ ہمارا محکمہ رجسٹری بھی ایسے ہی داستان تحریری سے بھرا پڑا ہے جدھر جائیے آپ کی دولت کے حقوق حق ادا کسی نہ کسی طریق سے آپ کی جیب پر ہاتھ صاف فرمائیں گے۔

خدا غارت کرے اس گھڑی کو جس گھڑی بندہ کو والد مرحوم کے وصیت نامہ کی نقل لینے کچہری تشریف لے گئے کے قونصل یزدی دنائیدہ۔ بابت تاریخ تحریر وصیت نامہ و تاریخ انتقال والد مرحوم یادگی اور ایسی ہی معلومات پر گمن تھے کہ پیٹ مستی پیٹ بیادہ کا تا اور ے روڈری کا مضمون ہو گیا لکھنا ہم کو آتا ہے پڑھ ہم لیتے ہیں بس جاتے ہی درخواست کا فارم بھر دیجیے بروز نقل ملنے کی اجازت حاصل ہو جائے گی۔

راوی بیان مصائب و ناگہان شد المحمود ثانیہ

قلم کے سنہ میں رشوت کی سیاہی اسیاج لگاتے ہیں کہ ٹھیک دوپہر کا وقت۔ جلال کا ہنگام تھا۔ پنجاب ہل ہانکنے کو دوں بجا نکلتے ہر طرف دفتر پہونچے اور غلام گردش میں آشیان گم کردہ کبوتر کی طرح تاڑنے لگنے لگے۔ خیال تھا کہ درخواست دینے کے قواعد، اور دیگر ضروری ضوابط و قواعد کسی دیوار یا تختہ بورڈ پر سائل کی آسانی کے لیے ضرور چسپاں ہونگے۔ اور پنجاب کی ناتجربہ کاری یا نیلے پن کی تلافی ہو جائے گی۔ مگر وائے ناکامی۔ در و دیوار پر کلڑنا طبعلی کی طرح حافظ۔ نیرہ سے چوٹی تک ساری وصلی کھی۔ پر دفتر کا نام و نشان نہ مارد۔ جا بجا چند لالہ لکھنی چند لگے رکھے۔ اللہ بخش اللہ بخش لمصہ بزبان حال نگار رہے تھے۔ بھلا مجھ سا جنٹلمین بی۔ اے فاضل ان بیچاروں کی طرف کہیں توجہ کرتا۔ یہاں نولا صاحب سے بھی نہیں ہکتے جس دروازہ پر مسب رجسٹرار کی تختی لگی تھی جھٹ اسکی چق اٹھائی اور داخل ہوئے یہاں لکڑی کا کٹہرا لگا تھا۔ ایک ہندوستانی صاحب بہادر کرسی پر ڈٹے ہوئے خندہ و موچھوں کی حقیر دُم مروڑ رہے تھے۔ ان کے سامنے جنہ کا ذوں کے بستے رکھے تھے اور اس انداز سے بیٹھے تھے کہ ملک جاگن بھی جسکی تراجل لارڈ کرزن صاحب کے اہتمام سے مصر میں کھودی گئی ہے اپنی زندگی میں تنے ٹیٹے سے نہ بیٹھا ہوگا جیسی بیرسٹر اس اڈ بیٹھے گئے ڈر گیا کہ کہیں چوٹ نہ کر بیٹھیں انگریزی بھول گیا تھا ہندوستانی جھک کے آداب بجالایا۔ صاحب کی گردن کو احساس تک نہیں جنبش ہوئی اب میں سمجھا کہ مردہ نہیں ہیں زندہ ہیں۔

میں "معاف کیجیے گا میں آپ کی تشریف میں مخل ہوا۔ مجھے ایک وصیت نامہ کی نقل لینا ہے"

وہ۔ "انگریزی میں درخواست کہاں ہے"

میں "درخواست دیجیے گا تیں اس کو ہم سے باطل نابلد ہوں خادم درخواست کہاں ملیگا"

وہ "باہر جائیے۔ وہاں عرضی نویس بیٹھے ہیں ان سے سب مشکل حل ہو جائے گی"

جن اشخاص کو میں حقیر سمجھتا تھا وہ بڑے کام کی چیز نکلے۔ باہر آیا اور ان میں سے ایک کے پاس بیٹھ گیا۔ لالہ نہایت مروت سے پیش آئے پانچ پیسے مانگے ٹکٹ لائے نام مانگے خانہ پُری کی میرے دستخط کرائے اور کہا کہ آپ خوش قسمت تھے جو رجسٹرار صاحب کی بدلگامی اور دولتی سے بال بال بچے ہم سمجھتے تھے کہ آپ سے اور رجسٹرار صاحب سے کبھی کی ایک سلیک ہوگی جو اس بےتکلفی کے ساتھ دڑانہ چلے گئے۔ مشفق من ہمارے سب رجسٹرار صاحب بہادر نے عجب شاہانہ مزاج پایا ہے۔ شاہ ایران کو تخت طاؤسی پر بیٹھے دیکھنا ضرور نہیں ہوتا جتنا انہیں رجسٹرار صاحب کو ہے غنیمت سمجھیے کہ بنا ڈالا کے آپ پر جھپٹ نہیں پڑے۔ ورنہ سخت میں آپ کو کسولی کی ہوا کھانی پڑتی۔ خیر اب درخواست لے کے جائیے دیکھیے کیا حکم ملتا ہے طوعاً و کرہاً درخواست کو قدم اٹھایا اور پھر حاضر دربار ہوئے۔ صاحب کچھ لکھ رہے تھے دیر تک متوجہ نہ ہوئے۔ پنجاب مثل جاگتے ہیں کھڑے رہے۔ بارے آدھ گھنٹے کے بعد نگاہ دوبدو ہوئی۔

صاحب "کیا آپ درخواست لائے"

میں "جی ہاں۔ حاضر ہے"

صاحب "دو بجے جب آپ کا نام پکارا جائے تو حاضر آئیے"

اچھا باہر ٹھہریے۔

میں۔ "بہت خوب حاضر آؤں گا"

معقول "حاضر آنا" کہاں کا محاورہ ہے معلوم ہوتا ہے صاحب بہادر نے مادر کچہری کی آغوش میں پرورش پائی ہے۔ مگر میں کیا! ہم تو وصیت نامہ کی نقل لینے گئے تھے کوئی محاورات کا سبق دینے تو گئے نہ تھے۔ ایسی تیسی میں گیا محاورہ۔ دو بجے تک برآمدے میں کون شمار ہیگا۔ کرنٹ کہیں ہوتی، ہوگی ہیگا، نہیں۔ گیارہ بجے سے ایک بجے تک کچہری کے گرد تصدق ہوتے رہے آخر اس گردش تصدق کو بدنول بنا دیا صبر نہ ہو سکا۔ جھٹ سے پھر اندر داخل۔ میری صورت دیکھتے ہی صاحب نے گھڑی دیکھی فرمایا ابھی دو نہیں بجا ہے

میں "معاف میں کاروباری آدمی ہوں"

صاحب "تو پھر میں کیا کروں" آئی ایم ساری"

اتنے میں ایک ڈولی وارد ہوئی۔ اس ڈولی کے ساتھ ایک نواب صاحب تھے۔ اور ایک دس بارہ برس کا لڑکا تھا۔ نواب صاحب نے ظاہر کیا کہ یہ میری اہلیہ ہیں انکی شادی کو تیس چودہ سال ہوئے۔ ان کو ترکہ پدری میں ایک مکان ملا تھا۔ اسے لالہ … کے ہاتھ پانسو پر فروخت کرنا چاہتی ہیں۔ یہ بیعنامہ ہے"

صاحب "بیگم صاحب آپ کی عمر کیا ہے؟"

بیگم "کوئی اٹھائیس انتیس سال"

صاحب "اوہ! آپ کی آواز تو لڑکیوں کی سی ہے میں سمجھتا ہوں کہ آپ کی عمر پندرہ سولہ سال سے زیادہ نہ ہوگی۔ لہذا بہتر ہوگا کہ آپ سول سرجن کا سرٹیفکیٹ داخل کیجیے"

بیگم "حضور میری عمر اٹھائیس سال کی ہے یہ لڑکا جو میرے ساتھ ہے میرا ہی ہے"

صاحب "اوہو۔ آپ نابالغ ہیں"

بیگم "نہیں حضور اگر کوئی عورت ہو تو اسے بھیجیے وہ صورت دیکھ کے عمر کا اندازہ کرے گی۔ میرے ساتھ شناخت کے لیے معتبر لوگ موجود ہیں ان سے پوچھ لیجیے"

نواب "خداوندا! عورت ذات ہیں تین مسل آئی ہیں۔ بیعنامہ لکھا جا چکا گواہان شناخت موجود ہیں۔ سرٹیفکیٹ میں بہت طوالت ہوگی"

صاحب "پھر میں کیا کروں۔ مجھے تو شبہ ہوتا ہے کہ یہ نابالغ ہیں"

ابھی یہ گفتگو ختم نہیں ہوئی تھی کہ لالہ صاحب پہونچ گئے۔ یہ اب ہم سب سے زیادہ تجربہ کار تھے جیسے ہی اندر داخل ہوئے فوراً ایک روپیہ میز پر رکھ دیا۔

صاحب: (مسکرا کے) بیشک ہے میں ذرا فرصت سے
زیادہ مستحق ہوں۔ بیشک بیگم صاحب بالغ ہیں
بارہ تیرہ برس کا لڑکا جس کسی کے مودہ بالغ نہیں
تو نابالغ کیونکر ہو سکتی ہے۔ اب کوئی شبہ نہیں۔
چند منٹ میں دستاویز کی تکمیل ہو گئی۔ انجناب
ہکا بکا کھڑے رہ گئے۔ کہ کیا جلدی بالغ ہو گئیں۔
اب رہ گیا مجھ سے ارشاد ہوا کہ آپ ایسے دو گواہ
لائیے جو آپ کے والد کے جنازے میں شریک ہوئے ہوں"
میں: "حضرت وہ تو کربلائے معلیٰ میں انتقال
کیا۔ البتہ ایسے گواہ موجود ہیں جنہیں انکے انتقال کا
علم ہے اور وہ معزز اشخاص ہیں"
صاحب: "اونو۔ یہ وصیت کی بات ہے وصیت نامہ
کی نقل کسی کو نہیں دی جا سکتی"
بات تیرے نامعقول کی دُم میں رجسٹرار کا نمبر کمبخت
اُس وقت سے مجھ میں گھنٹیاں بھرے بٹھا رہا۔ اب
یہ کہتا ہے۔
میں: "تو جناب والا نے اس وقت جو کچھ فرمایا وہ
گیارہ بجے فرمایا ہوتا"
صاحب: "میرے پاس فضول بک بک کے لیے
وقت نہیں ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو کسی عرضی نویس
نے بہکایا ہے۔ چپراسی۔ چپراسی۔ لالہ...... کو بلاؤ
اس حرامزادے نے ہمیشہ لوگوں سے میری برائی کی ہے
آئندہ احاطہ عدالت میں یہ نہ آنے پائے۔
غریب لالہ حیران پریشان اور لام کاف سنتا رہا۔ لاکھ
لاکھ منتیں کیں کہ حضور ہم لوگوں کی روزی تو آپ ہی کے
سے ہے ہم بھلا کسی کو کیا اغوا کرینگے۔ مگر صاحب
کب ایسی سنتے ہیں تھوڑی دور پر دوسری کچہری
ہے میں دوڑا ہوا گیا والد مرحوم کے ملنے والوں میں
سے دو معزز آدمیوں کو گواہی کے لیے لایا"
صاحب: "میں آپ سے کہہ چکا کہ خالی انتقال کے
گواہوں سے کام نہ نکلے گا"
گواہ: "جناب ہم دونوں آدمی کربلا کے سفر میں آپکے
والد کے ساتھ تھے۔ انھوں نے ہمارے سامنے
انتقال کیا اور ہم ہی تجہیز و تکفین میں شریک تھے"
صاحب: "اچھا یہ بات ہے۔ تو خیر میں آپ تحریر

لکھے لیتا ہوں مگر یہ بیان کافی نہیں ہے اس
بیان پر مجسٹریٹ کے دستخط بھی ضروری ہیں"
لاحول ولا قوۃ۔ کس نامعقول سے سابقہ پڑا۔
میں: "آپ کو لازم تھا کہ جتنی ضروری باتیں اس
درخواست کی تعمیل کے لیے تھیں سب مجھ پر ظاہر
کر دیتے تاکہ میرا ہرج نہ ہوتا اور دو مرتبہ میں
ان سب کی تکمیل کر کے حاضر ہوتا۔
صاحب: "میرا یہ فرض نہیں ہے کہ میں آپ کو
قانون بتاؤں۔ آپ جب درخواست دینے
آئے ہیں تو آپ کو خود سمجھ لینا چاہیے تھا کہ
یہ نقل وصیت نامہ کے حصول کی درخواست ہے"
میں: "تو میں اب بھی سمجھتا ہوں بہتر ہے میں
مجسٹریٹ کے دستخط بھی ان بیانات پر
لیے لیتا ہوں"
آج عمل ... الاذن یعنی بائیسکل موجود تھی بیٹھ کر
سوار ہوتے ہی ایک آنریری مجسٹریٹ کے گھر
پہنچے گواہوں کا حلفی بیان اُنکے سامنے
لکھوایا اور تصدیق کرائی۔ مگر وقت گزر چکا تھا
اس وجہ سے دوسرے دن پھر صاحب کے
دربار میں حاضر ہوا۔ آج صاحب کچھ زیادہ طیش
میں تھے صورت دیکھتے ہی فرمانے لگے۔ دیکھیے
صاحب میرا وقت بہت قیمتی ہے۔ کل آپ نے
بہت سمع خراشی کی تھی۔ میں نے کچھ جواب نہیں
دیا بلکہ تصدیقی بیان جو کل لکھا گیا تھا پیش کیا۔
صاحب: "یہ کیا ہے۔؟"
میں: "بیان حلفی"
صاحب: "کس مجسٹریٹ نے تصدیق کی"
میں: "...... صاحب نے"
صاحب: "اس بیان میں کئی غلطیاں ہیں۔
آپ کے والد کا نام درخواست میں محمد یوسف
علیخان مرحوم لکھا گیا ہے اور گواہوں نے
صرف محمد یوسف علیخان کہا ہے"
میں: "جی ہاں۔ مرحوم کے معنی رحمت کیے گئے
کے ہیں یعنی وہ مستحق ہو کر جوار رحمت میں پہنچ گیا۔
یہ انکے نام کا کوئی ضروری جزو نہیں ہے والد مرحوم کا

وصیت نامہ منگا کے دیکھ لیجیے انھوں نے اپنے
نام کے ساتھ مرحوم نہیں لکھا"
صاحب: "اونو۔ اٹ از اے مسٹیک (یعنی
یہ ایک غلطی ہے)"
میں: "(دل میں اہا ہا تیرے بھیجے کی دم میں
کھٹ کھٹا رہا) بظاہر آپ دریافت کر لیجیے
محمد یوسف علیخان اور محمد یوسف علیخان مرحوم
ایک ہی شخص ہیں بندہ اُن کا اکلوتا فرزند اور
وصی ہے"
صاحب: "اونو۔ اب مجھے اسمیں شبہ ہو گیا۔
اور یہاں مجسٹریٹ کے دستخط تو موجود ہیں لیکن
عدالت فوجداری کی مہر اس تصدیق پر نہیں ہے"
میں: "تو آپ صاف یہ کیوں نہیں کہتے کہ
مجسٹریٹ کے وجود اسکے دستخط اور اس کاغذ
کی صحت میں آپ کو ہمیشہ شبہ رہے گا اور ایک
نہ ایک بات نکلتی آئے گی یہاں تک کہ آپ کے
دل سے شبہ کا چور چاندی کا جوتا لگا کے نکالا جائے
آپ جانتے ہیں میں کون ہوں؟ حضرت! میں
اودھ پنچ کا نامہ نگار ہوں۔ رشوت نہ آج تک
کبھی دی ہے نہ دوں گا۔ چاہے آپ کتنی ہی
کھوٹ پیچیں نکالیں۔ لائیے کاغذ میں ابھی مہر
کرائے لاتا ہوں" کاغذ اٹھایا اور بندہ
روانہ فوجداری ہوا۔ سارا کھا مجسٹریٹ سے
کہی انھوں نے کہا کہ کسی پرائیوٹ کاغذ پر
عدالت کی مہر لگانا غیر ضروری ہے مگر خیر تمہارا
کام نکلتا ہے اور تمہارے گواہوں نے جو بیان
دیے ہیں وہ سچے ہیں لہذا اہلمد منشی......
اس کاغذ پر مہر کر دو۔ ادھر مہر کا نقش ابھرا ادھر
بندہ اُچھلتے پر بیٹھے صاحب کی گردن پر سوار ہوا
دیکھیے مہر بھی ہو گئی اب تو کوئی شبہ نہیں"
مگر صاحب کی جوتی سنتی ہے وہ ایک پندرہ سولہ
برس کے لڑکے کو بذریعہ آلہ بالغ ساز یعنی پچاس
روپیہ کے نوٹ کے بالغ بنا رہے تھے اس کام
میں دیر نہیں لگی چند تیرہ بیس منٹ میں بلوغ
ثابت دستاویز مکمل۔ اب میری جانب متوجہ ہوئے۔



”کہ دارُوے تلخ است دفعِ مرض“

اناڑی ڈاکٹر (حکومت ہند) ”لو پیاری نخرہ نہ کرو - یہ دوا پی لو“

صاحب: دیکھیے، ڈرگروا لائے؟
میں: "جی ہاں"
صاحب: اوہو۔ آپ کے نزدیک ہر مشکل آسان ہے۔ خیر لائیے دیکھوں اب تو کسی قسم کا عیب نہیں ہے۔ ارے بھئی لالہ ...... "
لالہ: حضور!
صاحب: دیکھو تو یہ درخواست ٹھیک ہے اگر ٹھیک نہ ہو تو دوسرے دن بنا دو۔"

لالہ نے کاغذ کو خوب غور سے الٹ پلٹ کے دیکھا جیسے جوہری نگینہ کو دیکھتا ہے پھر فرمانے لگے حضور نے عبارت تصدیق ملاحظہ فرمائی مجسٹریٹ صاحب لکھتے ہیں کہ میں ان دونوں کو ہوں سے بخوبی واقف ہوں یہ معزز اور قابل اعتبار ہیں انھوں نے مندرجہ بالا حلفی بیان پر میرے روبرو دستخط کیے حالانکہ مجسٹریٹ صاحب کو یہ لکھنا چاہیے تھا کہ میں بھی دونوں شخص میں شریک تھا۔"
صاحب: بیشک بیشک۔ بہت بڑی غلطی رہ گئی۔ اچھا آپ کل پھر تشریف لائیے گا۔"

جان جل کے کلا تو ہو گئی۔ میں نے کہا حضرت کل آنے والے کو موت آپ اس درخواست کو خارج کر دیجیے اور جو اعتراض ہو اس پر لکھ دیجیے میں اسے آگے بڑھاؤں۔ لالہ دو انگلیاں دکھا کے دو روپیہ کا اشارہ کرتے ہی رہے انجناب نے چک اٹھائی اور برآمدہ میں نکل آئے۔ بات بڑھتی دیکھ کے جناب رجسٹرار صاحب نے چپراسی کے ذریعہ مجھے بلوایا اور اجازت نقل عنایت فرمائی۔ بات ترسے کی تھی ضدی ہو گئی تو جانتے بڑا آیا ہے وہاں سے دھنا سیکھ رہے ہیں کے۔

جناب مولانا پیچ۔ ابھی مقدمہ سر پر سوار ہے اور محکمۂ رجسٹری سے بیسیوں دستاویزوں کی نقلیں مجھے حاصل کرنی ہیں۔ اگر یہی رہی تو میں ہو نہ بغیر کسی غرض کے اس رشوت خوار گروہ کے سر ہو رہوں گا چاہے کچھ ہی ہو۔ ہماری گورنمنٹ خدا نخواستہ ایسی غیرت دار تو ہے نہیں کہ رشوت ستانی کا انسداد کرے اور اس الزام سے خود بچے جو ہندوستانی ریاستوں پر اپنی زبان سے لگایا کرتی اور جس کی اوٹ میں شکار کھیلتی تھی آج کوئی کچہری کوئی محکمہ اس خرابی سے محفوظ نہیں رشوت کا بازار ایسا گرم ہے کہ تشنۂ مرتبہ ہیں حکام بالکل بخت خورے وزراء پڑے سر سے سست و غافل۔ اگرچہ گورے پڑھے والے کسی نشے سے بھڑکتے ہیں تو وہ نعرۂ بغاوت و شورش ہے قانون کی سختی روز بروز بڑھتی جاتی ہے جن لوگوں کے ہاتھ میں قانون کی پابندی کے ساتھ کام کرانا ہے وہ صرف اپنا پیٹ بھر جاتے ہیں باقی اللہ اللہ خیر صلاح۔ اصلاحات کا حاصل مہتم بالشان ضرور ہے مگر اسی قدر جتنا کہ اونٹ کے پیٹ میں ریاح کا غلبہ مہتم بالشان ہوتا ہے ؎

وائے بر ما و گرفتاری ما

راقم

کشتۂ رشوت خواران

خاتمۃ الملک مولانا رمضان کی آمد

جانم بر تو سفرۂ جہان نہیۂ — جنگ میان و گریۂ عقلائیۂ
تشنۂ گوشتۂ از خوف خورۂ — در مفلسی تو مہمان نہیۂ

بتائیے حضرت! اب کیا ہو۔ مولانا تشریف لاتے ہیں اپنا وہ زمانہ نہیں کہ کوڑی کوڑی بھجیاں منگا لیں (چھوٹی سی بجھری بھی ڈیڑھ آنے کو آتی ہے وا ولد بنا لیں خود ہی پتلا حال ہے) افطار وہ تیار کریں (نچوڑ کا وقت ہے) دودھ مہنگا ہے گو کشی سبحان کی سکوس برکت ہے) گھی مل نہیں سکتے (کرم کے گچھے جھڑ چکے) گرمی کا موسم بھڑکا سا مرتا ہے، تو یہ مکان اتنی چارپائی بھی مشکل سے سماتی ہے اتنی سی جگہ میں مولانا بھی بیٹھنے والے ہیں کیسے کیا خاطر تواضع کریں کہاں بٹھائیں سر چشمے میں شوق۔ آنکھوں پر بٹھائے جاتے ہیں نماز میں مولانا کا شوق نہیں نماز میں نہیں کیا کھلائیں کیا پلائیں کھانے کو خود ترستے ہیں پینے کا نام نہ لیجیے استغفر اللہ مولانا رمضان اور پینے پلانے کا تذکرہ؟

الغرض تکلف برطرف۔ آنے دیجیے۔ واللہ وہ مدارات کی ہو گی کہ یاد ہی تو کریں گے یعنی سر دست سے قطع نظر انجناب کے شکم مبارک کی اندھیری کوٹھری میں حضرت کی جگہ ہو گی۔ دریا تھلنے کی ہوس نہ ہو۔ گرے گی تو سیدھے نکلے روانہ ہو جائیں گے اور لارڈ ریڈنگ سے ایک کنکری نمک مانگیں گے کہ دیجیے تو روزہ کھلے اگر محصول کی نمک کوئی سے بچی بچائی کوئی کنکری مل گئی تو حضرت مولانا کھلے نہیں تو سے ؎

پھر وہی کنج شکم پھر وہی رمضان کا گھر

مگر انجناب ہیں زندہ دار۔ اول تو نمک کنکری نمک کا شرمندۂ احسان ہونا بھی گوارا نہیں دوسرے لارڈ ریڈنگ کے پاس حلال کا نمک ذرا مشکل سے نکلے گا۔ ایران کے مشہور مرحوم وزیر مالیہ مسٹر مارگن شوسٹر نے امریکہ سے ایران پہنچتے ہی پہلا کام یہ کیا تھا کہ نمک کا محصول معاف کر دیا تھا۔ لارڈ ریڈنگ ولایت سے آئے اور اپنی عمر بھر میں ایک ہی کارنمایاں کیا کہ زبردستی نمک کا محصول دونا کر دیا۔ اب اللہ جانے ان دونوں میں نمک حلال کون ہے لیکن بہرحال نمک کی کنکری بھی میسر ہو تو روزہ کیا رکھے لہذا جس طرح امیر حمزہ کے پوتے بیرشاہ نو جوان سے دیو نے کہا تھا کہ آ میں تجھ پر احسان کروں میں منہ کھول کے لیٹتا ہوں تو میرے منہ میں کود پڑ اور میں تجھے نگل کے جاؤں ونیچا نسب بھی آج ہی سے منہ کھول کے میدان میں لیٹے ہیں اور میاں رمضان سے عرض کرتے ہیں کہ حضرت آئیے میں آپ پر احسان کروں آپ میرے منہ میں کود پڑیے اور میں جب نگل کے آپ کو تہ خانۂ شکم کی سیر کراؤں ایک ماہ تک مزے سے ٹھنڈک میں پڑے رہ کے آرام کیجیے جب ہلال عید آسمان پر چمکے گا اس وقت آپ کے زندان کا قفل بھی کھلے گا۔ دنیا کے اکثر شعرا کا

دستور آپ کے ساتھ ہی رہا حضرت عمر خیام فرماتے ہیں ؎

آمد رمضان و رنگ از رخسا بجرد
از آمدنش ز صاف و بیم [illegible]
در قاعدۂ از خوردنی چیزے نیست
اے روزہ برو ورنہ ترا خواہم خورد

غالب علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ؎

جس پاس روزہ کھول کے کھانے کو کچھ نہ ہو
روزہ اگر نہ کھائے تو ناچار کیا کرے

بندہ اُن لوگون مین نہین جو روزہ خوری کے لیے طرح طرح کے بہانے تلاش کرتے ہین۔ مثلاً ادھر ہلال رمضان نے اُنگلی دکھائی اُدھر روزہ خور صاحب نے چکر کھانی کھائی تراق سے زمین رسید لیا دوڑنا پکڑنا طبیب لاؤ ڈاکٹر کو بلاؤ۔ کیون کیون خیر باشد نصیب اعدا مزاج کیسا ہے۔ کیا عرض کرون آج ایک ہفتہ کا زمانہ ہوا کہ طبیعت گری پڑتی ہے۔ مزاج ناساز ہے۔ بیگم نے بارہا کہا کہ اپنا علاج کرڈالو مین نے اعتنا نہ کی آخر طبیعت کے ساتھ آج مین بھی گر پڑا اب مہینہ بھر تک اُمید صحت نہین یا یوں یا یہ حنا سنبھالا ہینڈ بکس مین دو جوڑے کپڑے ڈالے۔ بوتا پچھا لیتا ترا نام ۲۹ و ۳۰ شعبان کو اسٹیشن پر کھڑے ہوے ہین کہیے حضرت کہان کا ارادہ ہے۔ جی اُس شخص کی خوشدامن کے بڑے ماموں کی بہو کے سگے بھائی کی سالی کی دیور کی سسرال مین غمی ہوگئی ہے جانا ضروری ہے۔ افسوس روزے قضا کرنے پڑین گے مگر بھائی صاحب یہ تو دُنیا ہے مجبوراً رواج کی پابندی کرنی ہی پڑتی ہے۔ ہان مین کان منکم مریضاً او علیٰ سفر کا بسم اللہ حکم دیکھنے کے بعد بہانہ تلاش کر لینا آسان ہے اس مین کوئی بڑی ذہانت درکار نہین۔ تو بندہ درانیجا تب ہرگز بہانہ باز نہین یہان تو اسیر عمل ہے۔

مگر جن روزے کھائیے کو کٹرے بہشت مین جائیے ناخواندہ مہمان لیجے حضرت رمضان جب منکم شریف مین خود ہی موجود ہین تو روزے خوری کا

الزام کیون قائم ہوگا۔ والسلام۔

راقم
نفیساؔ وافطاری ملک۔ بھلال خوار

مولانا پنچ کی نوٹ بک

خدا جانے یہ لفظ کیا ہے اور اسکا املا کیا۔ تورتن خاموں۔ تو تنخ آموں۔ طوطن خموں۔ طوطن خاموں کوئی بھی ہو مگر اس غریب کو ہرگز یہ خبر نہ ہوگی کہ جسقدر مال بہ طریق توشۂ آخرت مین اپنے ہمراہ لیے جاتا ہوں یہ سب ہمسفر اُس بد ایک شخص کے پیچھے پڑے گا۔ اور فرشتون کو یوم نشور تمام سامان لندن سے فراہم کرنا پڑیگا لارڈ کورگن کے ورثا اسکے مالک ہونگے۔ اور فرشتون سے قیمت کے بارے مین جھگڑا ہوگا۔ یہ کہین گے کہ بھئی اس مال کی فراہمی مین بڑی خاک بیزی کرنی پڑی۔ فرانسیسیون سے نہر سوئز۔ مہدی سے سوڈان۔ ترکون سے مصر کا قبضہ اُٹھانے مین قرن کے قرن صرف ہوے ہوبانی ایک کیا گیا آج جنگ مصریوں کے قائد ہندی ہے وہ کہتے ہین ملک ہمارا ہے ہم کہتے ہین جھوٹے مُلک اُسکا ہے جو تہذیب سکھائے۔ اجی کس کھسوٹ ہم نے۔ گو کرگن ہم مشہور ہوے۔ مہذب جھوٹ ہم نے بولا۔ اب یہ سامان ہمارا ہے سامان تو سامان ہم تو طوطن خامن کی لاش بھی نہ دینگے دُنیا کی عجیب چیزون مین سے یہ لاش بھی ہے واہ بڑے آئے وہان سے۔ لارڈ کورگن کہینگے کہ بھئی ہم بھی مظلوم ہین ابھی اچھی طرح اس مال لیتا کر دیکھنے بھی نہ پائے تھے کہ تشنۂ آرزو کی طرح بہشت کے نظارے سے محروم کر دیے گئے۔ اور خود مقبرہ مین گور ہوے۔ آدا اسی بات پر ہمارے تمھارے کانفرنس ہو جائے۔ وہ کہین گے کہ تمھاری کانفرنس کی ایسی تیسی کیا ہمین بھی ترک سمجھے ہو جو کانفرنس پر دھمکاتے ہو اجی ہم اُنکے ہاپ زمان مین جسکا انصاف ریڈنگ کے

انصاف کو زرّی دھاملی قرار دیتا اور گزٹ کی تیدوبھیکیوں کو خطرے مین نہین لاتا۔ پنجاب اور گن ہون کے بیانی کا گناہ بھی تمہارے نامۂ عمل پر لکھا گیا ہے پہلے اسکی جوابدہی کرو پھر ٹرنا جانا۔ بہرحال یہ وقت آئے گا ضرور لہذا انگریزون کے لیے مناسب ہے کہ ہندوستان کا دل اپنی جانب سے بُرا نہ ہونے دین۔ ہندوستانی اپنے حق وفا شناس ہین کہ اگر ذرا سی بھی دلجوئی کی گئی تو انگریزون کی طرف سے فرشتون کی روحانی فوج کا سامنا کرینگے اور دو دو ہاتھ اُنسے بھی لڑینگے۔

؎ قسمت اُس بت سے جا لڑی اپنی
دیکھو احمق خدا سے لڑتی ہے

آخر ہندو مسلمانون کا مصنوعی اتفاق امرتسر مین رنگ لایا یعنی ڈائر کی کیمیا سازون نے جو تانبے اور چاندی کا جوڑا بنایا تھا اشتعال طبع کی آنچ پر کھل گیا۔ ہندو مسلمان ایک دوسرے کے تشنۂ خون ہین۔ امرتسر ہی مین جلیان والا باغ ہے اور مہینہ بھی اپریل کا ہے بہتر ہے کہ ہندو مسلمانون کو دو حصے اور مسلمان ہندوؤن کے لیے ایک ایک جلیانوالا باغ اور بنا دین تاکہ ڈائر کے مظالم پر اوس پڑ جائے اور قومی ہفتہ یادگار مظالم جلیانوالا باغ کی طرح ہر سال منایا جا سکے۔ کہین سرحد ہو کہین فاتحہ بنگال ڈاکون مین پنجاب خونریزی مین اچھا نام پیدا کر رہا ہے۔

اکالیون کی برداشت کا راز

صرف

[illegible] ہے
یہ حاصل کرنے کے لیے ہم سے رجوع کریں
مختصر فہرست ذیل میں ملاحظہ کیجیے۔

	قیمت
(۱) [illegible]	[illegible]
(۲) [illegible]	[illegible]
(۳) اور لارڈ ڈائر سے ترغیب تبدیل کرنے کے لیے مفصل حالات قلمبرکرد۔ محصولڈاک درسال کیجیے	
(۴) [illegible]	[illegible]
(۵) [illegible]	[illegible]
(۶) [illegible]	
(۷) [illegible] موجود ہین۔	

مشہور عالم دواخانہ معدن الادویہ کی تیار کردہ چند تیر بہدف ادویہ

خر کنجشک

[illegible] ضعف و ریاح ... اعصاب کو طاقت ... [illegible]
... عظیم پیدا کرتا ہے۔ قوت مردی کی نایاب دوا ...
جس کی تعریف حد توصیف سے باہر ہے ایک ...
حکیم الفقہ طبیب کا قول ... ہند دنیا میں کوئی ...
دوا ہے تو یہی ممسک ہے ... سرعت
رقت کے مرض کو دور کرتی ہے۔
قیمت فی بکس ۲۰ خوراک ... [illegible]

ماء اللحم عنبری و آتشہ خاص الخاص

ماء اللحم نہایت محنت و جانفشانی سے تیار کیا گیا ہے ...
وہ خاص نسخہ ہے جس کی سارے ہندوستان میں شہرت
ہے ... [illegible]
... [illegible]
عوام الناس کو بھی نفع پہنچے نہایت ...
اور نادر ادویات مثل مشک و عنبر و ...
میووں کے عرقوں سے تیار کیا گیا ہے مقوی
اعضاء رئیسہ ... رنگ رخسار کو سرخ و
سفید کرنے والی کمزوری کو دور کرنے والا ...
... گردہ و مثانہ کو تقویت بخشنے
والا ہے قوت مردی کو بڑھانے والا اور ممسک ہے
رقت سرعت وغیرہ کو دور کرتا ہے فی بوتل ...
تین بوتل کے خریدار کو ایک گلاس ... مفت

طلائے سیمی

اعصاب کی تقویت میں بے نظیر ہے گئی ہوئی طاقت
کو واپس لاتا ہے جن لوگوں نے اپنے ہاتھ سے
اپنی قوت زائل کی ہو یا کسی اور سبب خلاف
فطرت افعال کی وجہ سے کیسی خراب ہو گئی
ہوں ان کے واسطے حکم اکسیر رکھتا ہے تھوڑے
عرصہ میں اپنا فائدہ دکھاتا ہے مایوسوں
کی امید کو بر لاتا ہے اور معمولی شکایتوں
میں تو وہ اثر دکھاتا ہے اور ایسی طاقت
بخشتا ہے کہ بیان سے باہر ہے۔
فی شیشی ... [illegible]

حب یاقوت مقوی و ممسک

طاقت و توانائی پیدا کرنے کی نایاب دوا ہے
... بے نظیر ... قوت مردی کے
... [illegible]
... طاقت پیدا کرتی ہے ...
... [illegible]
... امید ... ہے ...
... جوانوں کی طاقت ...
پیدا کرتی ہے ... سیکڑوں ...
اور بہتوں کے مایوس ... علاج
صحت یاب ہو چکے ہیں ...
... استعمال ...
... [illegible]
قیمت فی بکس ... خوراک ... [illegible]

ہر قسم کا طبی مشورہ دواخانہ معدن الادویہ کی مجلس اطباء سے مفت حاصل ہو سکتا ہے صرف جوابی ٹکٹ درکار ہے۔

فرمائش کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیجیے | منیجر دواخانہ معدن الادویہ وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ | فہرست کلاں مفت طلب فرمائیے

ہر بیماری کا علاج خود کرو

[illegible]

منیجر ... [illegible]

نرخنامہ اشتہارات اخبار اودھ پنچ لکھنؤ (پیشگی)

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

مندرجہ بالا نرخنامہ رعایتی ہے ... کوئی رعایت کی گنجائش نہیں ہے۔ روپیہ بذریعہ منی آرڈر ارسال فرمائیں ... اشتہارات کے لیے ... کالم کے سرکاری اشتہار ... روپیہ ... فی اشاعت
منیجر

شرائط ایجنسی

(۱) روپیہ ضرور پیشگی جمع کرنا ہوگا۔
(۲) ... پرچہ ... واپس ... کی جائے گی۔
... ایجنسی منظور نہیں کی جائے گی۔
... حساب ... فروخت ... ہوگا اور ...
... صاحب کو دیا جائے گا۔
... واپس نہ لیے جائیں گے۔
اودھ پنچ لکھنؤ

مطبع ... پریس وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ میں باہتمام حکیم ممتاز حسین مالک و ایڈیٹر طبع ہو کر شائع ہوا۔